ڈاکٹر انیسا خاتون
جامعہ ملیہ

تصوف اور تصوف کے چند برجستہ علما

انسانی تہذیب وتمدن کے ارتقاً کی تاریخ میں تصوف کی مثال ایک ایسی تحریک کی ہے۔جس نے انسانی ذہن میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔اس تحریک کا پس منظر قرآن کی باطنی تعلیمات اور حدیث کے واضح اشارات ہیں۔

اسلامی تصوف نے ایرانی زبان اور ثقافت سے نمایاں حصہ لیا ہے۔قدیم اسلام عراق وعرف کی صوفیانہ تصانیف نہ ہوتیں تو تصوف کا تصور بھی دشوار تھا۔ اسلامی تاریخ کی اہم خصوصیت ہے کہ مسلمانوں نے دنیا کو انسان کی حاکمیت کے بجائے خدا کی حاکمیت کا تصور دیا ہے۔

اسلامی تصوف میں صوفیائے کرام کے کارنامے یقیناً اسی نظر سے خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ان ہی بزرگوں نے بصیرت اور حکمت کے ساتھ نامساعد حالات کا مقابلہ کیا ہے۔صوفیای کرام نے اپنی پاک زندگی سے ہندوستانی قوم کے تمدن میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا ہے۔یہ لوگ دنیاوی معاملات میں دخل نہیں دیتے تھے۔ یہ اکثر شہروں کے باہر اپنی خانقاہیں بناتے تھے۔اور عبادتِ خدا میں مصروف رہتے تھے۔ان بزرگوں کا اخلاق استقدر روسیع تھا۔

ان کی تعلیم اس قدر با اثر ہوتی تھی کہ ہندو مسلمان دونوں قوموں کے لوگ انکے مرید ہوتے تھے۔ تمام ملک میں یہ صوفی بزرگ پھیل گئے۔ ان میں سے ہر ایک اپنا خلیفہ بنا کر دور دور تک بھیج دیتے۔

صوفیہ کرام نے منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے ہمیشہ توبہ، صبر، توکل، فقر، زہد اور رضا کو اپنا مقصد بنایا۔ خلیق احمد نظامی صاحب لفظیہ صوفی کی تصدیق اس طرح کرتے ہیں:

''پہلا آدمی جسے صوفی کہا گیا۔ صوف کا لباس پہننے کی وجہ سے صوفی نہیں کہلایا۔ بلکہ عبادتوں اور ریاضتوں اور انسانوں کی خدمت کی وجہ سے خود صوف کی طرح سوکھ جانے کی بنا پر صوفی مشہور ہوا''۔

علامہ اقبالؔ تصوف سے کافی متاثر تھے۔ انکا ایک شعر ملاحظ ہو:

ہو چکا جو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

صوفیہ حضرات نے سنتِ رسول کو جاری رکھا۔ اور بنی نوع انسان کے اخلاق و اطوار فکر و عمل کو درست کرنے کی کوشش کی یہ لوگ کامل اور مکمل کہلاتے تھے۔

مشائخ حضرات نے اپنی زندگی محبت الٰہی خدمتِ خلق تعلیمِ قرآن پر وقف کردی۔ اور اسکا صلہ ارتقائی روحانی کی شکل میں انکو ملا۔ خدمتِ خلق کو ان بزرگوں نے اپنی زندگی کا اہم ترین فریضہ بنالیا تھا۔

گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اسلامی معاشرہ کے پہلے دور میں قوم میں کوئی برائے اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ برائیوں نے اسلامی معاشرہ میں داخل ہوکر خرابی پیدا کرنی شروع کی۔ چنانچہ بزرگان کرام نے اس بات کو

محسوس کیا۔ اور اسلامی معاشرہ کے لیے اقدام اٹھائے۔ اور ملفوظ نگاری کی ابتدا شروع ہوگئی۔

ملفوظات بزرگانِ دین کے ان بیانات اور فرمودات کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ جو تصوف، تزکیہ نفس، اعمالہ صالحہ کی ترغیب و تحریص کے لیے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے حلقے میں بیان کرتے تھے۔ جن سے اس زمانے کی سیاسی، سماجی، معاشرتی حالات سے آگہی ہوتی ہے۔

ملفوضات دین کی وہ سچّی تصویر ہے جس کی سنّت نبی کا سچا عکس کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ملفوظات معرفت کی تعلیم کا ایک روشن راستہ ہے۔

ملفوظات کو اقوال وارشادات بھی کہتے ہیں۔ اُنکے پڑھنے سے ذہن کو آسودگی اور روحانی تسلّی ہوتی ہے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے۔

"بد گفتن اندک است۔ اما بد خواستن از آن بدتر است"۔

یعنی برا کہنا برا چاہنے کے مقابلے میں کم برا ہے۔ برا چاہنا بدتر ہے۔

بزرگانِ دین کے اقوال سے زندگی میں قدم قدم پر روشنی اور رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہماری صحیح اور سچی رہنمائی ہمارے ماضی سے ہوتی ہے۔ جسکی تاریخ کا مطالعہ ہم زیادہ صاف نظر سے کرسکتے ہیں۔ اور جسکے دامن پر بکھری ہوئی اچھائیوں اور سچائیوں کو منتخب کرنے میں ہم زیادہ کامیاب ہوسکتے ہیں۔

ماضی ہمارا معلم ہے۔ اور اسکے بہترین افراد ہمارے لیے ایک صاف اور شفاف روشنی کا حکم رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تلاشِ حق اور جستجوئے خیر میں جو کچھ پایا اور جن سچائیوں تک انکی رسائی ہوئی وہ ہمیں اُنکی تصانیف اور بالخصوص ان کی اقوال سے ملتے ہیں۔ یہی دراصل ان کی

تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ ملفوظ لٹریچر وہ اقوال ہیں۔ جن کی اہمیت انسانی معاشرے کے لیے کسی خاص وقت اور دور کے پابند نہیں وہ سب کے لیے ہیں۔ اور ہر زمانے کے لیے ہیں۔ یہ وہ انمول سرمایہ ہیں۔ جن کی قدر و قیمت جوہرات سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

اسلامی تہذیب کی ترقی و ترویج میں سلسلہ چشتیہ کا بنیادی حصہ ہے۔ چشتی سلسلہ کو چلانے کے لیے چشتی صوفیائے کرام نے اپنی خانقاہوں میں تربیتی نظام کو قائم کیا۔ جسکی بنیاد اخلاقی درسی کتابوں میں نہیں بلکہ عملی جامعہ پہنانے پر دیا ہے۔ یعنی صوفیہ کرام کی کہی ہوئی باتیں عمل میں لائی جاتی تھی۔

پروفیسر نثار احمد فاروقی لکھتے ہیں:

''چشتی بزرگوں نے تصوف کی نظری صورت کو چھوڑ کر اسکو عملی شکل پر اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ اور انہیں اپنا پیغام عام کرنے میں جو کچھ کامیابی نصیب ہوئی اسکا راز ملفوظات خواجگان چشتیہ ہے''۔

چشتیہ سلسلہ کے مشائخ نے جو تعلیمات اپنی ملفوظات میں دی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ سالک کو توبہ، استقامت، ایمان، تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف، فقر و فاقہ، ترک دنیا، مشغولیِ حق، مجاہدہ، ریاضت، توکل احترام پیر، جود و سخا وغیرہ۔

ملفوظ نگاری کی ابتدا شیخ عثمان ہارونیؒ سے لیکر چشتیہ سلسلہ کے ہر بزرگ کی جانب سے کوئی نہ کوئی ملفوظ ضرور منسوب کیا جاتا ہے۔ مثلاً ملفوظ انیس الارواح، دلیل العارفین، فوائد السالکین، راحت القلوب، افضل الفوائد، فوائد الفواد اور خیر المجالیس وغیرہ ہیں۔

ملفوظ انیس الارواح حضرت خواجہ خوجگان عثمان ہارونیؒ سے ماخوذ ہیں۔ جیسے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے مرتب فرمائے ہیں۔ ان ملفوظات میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے بہت بڑا

اس پوشیدہ ہے۔

''مومن کو تکلیف دینے کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابوہریرہؓ نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے مومن کو ستایا سمجھو اس نے مجھے ناراض کیا۔ اور جس نے مجھے ناراض کیا اس نے خداوند تعالیٰ کو ناراض کیا۔

حضرت کے اقوال کے ذریعے بعض شرعی، اخلاقی اور دنیاوی مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً نماز اور شریعت کے فرائض کا منکر کافر ہے۔ صدقہ دینا ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

حضرت شیخ عثمان ہارونیؒ کے خلیفہ اعظم حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتیؒ (پیدائش ۵۷۷ھ وفات ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ء میں ہندوستان میں پرتھوی راج کے عہد میں تشریف لائے۔

حضرت کے ملفوظات دلیل العارفین میں درج ہیں۔ خلیفہ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے مرتب فرمائے ہیں۔

ذیل میں چند ملفوظات منتخب کر کے پیش کئے جا رہے ہیں۔ نماز کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''نماز ایک امانت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد کی ہے۔ پس بندوں پر واجب ہے کہ اس امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں''۔

دلیل العارفین میں دینی مسائل، وصوفیانہ رموز مثلاً نماز وضو، طہارت، صدقہ، شریعت، حقیقت، طریقت، محبت الٰہی، عشق الٰہی، معرفت الٰہی، عذابِ قبر، عبادت اہل سلوک دوزخ، کشف وکرامات، صحبت نیک وبد۔ توکل، توبہ، اور تجرید پر جامع اور بصیرت انگیز اشارے

ہیں۔

حضرت خواجہؒ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اہل سلوک کی عبادتوں میں پانچ اور عبادتیں بتائی ہیں۔ والدین کی خدمت، کلام اللہ کی تلاوت علماء مشائخ کی تعظیم اور دوستی، خانۂ کعبہ کی زیارت، پیر کی خدمت''۔

اسی طرح اہل حقیقت کے لیے بھی دس چیزیں لازمی فرمائی ہیں۔

''معرفت میں کامل ہونا، کسی کو رنج نہ پہنچانا، نہ کسی کی برائے کرنا، ہر شخص کو عزیز و محبوب رکھنا، اپنے کو سب سے حقیر اور کمتر سمجھنا، رضا وتسلیم کو راہ دنیا، ہر دور اور تکلیف میں صبر اور تحمل کرنا، قناعت اور توکل پسند ہونا۔ فوائد السالکین حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے ملفوظات ہیں جن کو حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ نے جمع کیا ہے۔ حضرت خواجہ قصبۂ ماوراالنہر جو اوش جنوب مشرق میں واقع ہے۔ میں پیدا ہوئے۔ اوش سے نکل کر بغداد پہنچے یہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بیعت ہوئے۔ آپ عظیم القدر صوفیہ میں سے تھے۔ ترک دنیا اور فقر وفاقہ میں ممتاز تھے۔ سلطان شمش الدین التمش کے عہد سلطنت میں دہلی آ کر ارشاد وتلقین کا کام شروع کیا۔

سالک کی زندگی کے بارے میں فرمایا ہے:

''کھانا صرف عبادت کی قوت کو قائم رکھنے کے لیے کھائے، کم سوئے، کم بولے، آرائش دنیا سے پاک رہے''۔

سالک ہر وقت محبت الٰہی میں مشغول رہے۔

حضرت قطب صاحبؒ کے خلفاً میں سب سے زیادہ نمایاں نام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا ہے۔

خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (پیدائش ۵۶۹ھ ۶۶۴ھ وفات: ۶۶۸ھ) آپ کی ولادت قصبہ کھتوال ضلع ملتان میں ہوئی۔

ریاضت، مجاہدہ، فقر اور ترک دنیا آپکے محبوب ترین مشغلے تھے۔ آپ کشف و کرامات اور ذوق و محبت کی درخشندہ نشانی ہیں۔

حضرت خواجہؒ کے ملفوظات راحت القلوب ہیں جنہیں حضرت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاؒ نے تحریر فرمائے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

''کوئی ذکر کلام الٰہی سے بڑھ کر نہیں، اسے پڑھنا چاہئے کیونکہ اسکا پھل تمام عبادتوں سے بڑھ کر ہے''۔

ایک جگہ درویش کی مختلف صفات بتائی گئی ہیں:

''درویشوں کا طریقہ تحمل ہے۔ اور تحمل بھی ایسا کہ اگر کوئی شخص اس کی گردن پر ننگی تلوار رکھے تو بھی اس سے وہ خوش رہے اور اسکے لیے بد دعا نہ کرتے''۔

حضرت گنج شکرؒ نے راہ سلوک میں دل کی صلاحیت پر زور دیا ہے۔ اور اس سلوک کو اصل کہا ہے۔ اور یہ صلاحیت اُس شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ جو لقمۂ حرام سے پرہیز اور اہلِ دنیا سے اجتناب کرتا ہے۔

حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کے خلیفہ اعظم حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ کے نام کے ساتھ جو مشہور ملفوظات منسوب کئے جاتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

''فوائد الفواد''، افضل الفود، راحت المجسین، سیر الاولیا وغیرہ، حضرت شیخ محبوب الٰہیؒ بدایون میں ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ملفوظات فوائد الفواد حضرت کے خاص مُریدامیر حسن سجزی دہلوی نے ۷۰۷ھ سے ۷۰۹ھ تک جو کچھ مرشد کی زبانِ مبارک سے سنتے قلمبند کرلیا کرتے۔

اس کتاب کے بارے میں شیخ محدث دہلوی نے لکھا ہے:

''آن کتاب درمیانِ خلفاءَ و مریدانِ شیخ نظام الدین دستوراست'' حضرت شیخ کی نظر میں کمال چار چیزوں سے حاصل ہے۔

''کم سونے سے کم کھانے سے، کم بولنے سے اور لوگوں سے ملنے جلنے سے''

افضل الفوائد جن کو حضرت محبوب الٰہی کے خاص مرید حضرت امیر خسرو نے مرتب کئے۔

ایک موقعے پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

''سالک جب کسی چیز سے توبہ کرے تو اس کی نیت خالص ہو، اور ہر حال میں اس پر ثابت قدم رہے۔ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے مگر طاعت سے ہزار مرتبہ جس طاعت میں ریا کی آمیزش ہو وہ گناہ سے بھی بدتر ہے''۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کے جانشین حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ ۶۷۵ھ آودھ میں پیدا ہوئے۔

عبدالحسین زرین کوب حضرتؒ کی پیدایش کے بارے میں لکھتے ہیں:

''نصیر الدین محمود کہ پدرش خواجہ یحیٰ از تجار بود۔ ونژادی بہ سادات مینی یزدی رسید در آودھ۔ درخانوادہ وی کہ ازخراسان بہ لاہور منتقل شدہ بود۔ درحدود ۶۷۰ھ ولادت یافت''۔

حضرت شیخ کے ملفوظات خیر المجالیس مولانا سید قلندر ۷۵۶ء میں مرتب کئے۔

پروفیسر نظامی صاحب لکھتے ہیں۔

''خیر المجالیس کا پڑھنے والا شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ سے مختلف اوقات میں مختلف جذباتی خیالات میں ملتا ہے۔

خیر المجالیس میں بیان کردہ مجالس کی تعداد ایک سو ہے۔

فقر وتوبہ، ریاضت، زہد، توکل، قناعت، تقویٰ اور گوشہ گیری بھوک، پیاس ان سب سے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ ان مجالس کی جان ہے۔

حضرت شیخ نے اپنے مریدوں کو ایمان پر مستحکم رہنے کی تلقین اس طرح فرمائی ہے۔

''جو خدا اور رسولؐ نے فرمایا۔ اسکی متابعت کرئے اور جس سے ممانت کی اسکو ترک کردے''

اچھے شغل کو زندگی کے عمل میں لائے۔ کسی بھی کام کو عمل میں لانے سے پہلے نیک نیتی کا ارادہ کرے۔ اپنی حاجت غیروں سے بیان نہ کرئے۔ ظلم کا جواب ظلم سے نہیں بلکہ صبر و تحمل سے کرئے مصاف کرنے کی عادت ڈالے۔ کسب و ہنر کا لقمہ پاکیزہ ہے اسے زندگی میں شامل کرے۔

ملفوظات کا مطالعہ اس صوفیانہ تصور سے روشناس کراتا ہے کہ کس طرح حضرات نے ملفوظات میں قرآن اور حدیث اقوال، شریعت سنت، عقیدہ وحدانیت و مدارج سلوک، مجاہدہ، صبر و تحمل، فقر و غرور کے پہلوؤں کو برتا ہے۔

بغور مطالعہ کرنے سے ہمیں جو صوفی ملتا ہے۔ اسے علم باعمل سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اور ایک ہی ظاہر باطن کا مجسمہ کہا جا سکتا ہے۔ صوفی کی حقیقت کا عقاید و اعمال کا مقام واضح ہوتا ہے۔ جو نہ صرف تاریخ دنیا ہے۔ بلکہ دنیا والوں کی اصلاح اپنے ظاہر و باطن کی صفائی اور اعمال صالح سے حاصل کرتے ہیں۔

علامہ اقبالؔ ایسے ہی پیکر انسانیت کی نقاب کوشائی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

فہرست کتابیات:

۱۔ تاریخ مشائخ چشت رخلیق احمد نظامی

۲۔ بزم صوفیہ رعبدالرحمٰن

۳۔ نقد ملفوظات رپروفیسر نثار احمد فاروقی۔

پروفیسور مشتاق احمد قریشی جلسه را صدارت می فرمایند۔

دانشجویان زبان فارسی در جلسه افتتاحیه۔

تشکر به مهمانان گرامی پروفیسور سیده رقیه در جلسه افتتاحیه۔

استقبال به مهمانان گرامی از دکتر زبیده جان۔

رایزن محترم خانه فرهنگ ایران دہلی به ریاست محترم بخش فارسی دانشگاه کشمیر۔

پروفیسور عزیز العزیز و رئیس فرهنگ دهز چپ ریاست بخش فارسی۔

یس بخش فارسی دوران استقبالیه رئیس دانشگاه کشمیر پروفیسور (دکتر) ریاض پنجابی و دیگر مهمانان دز بخش فارسی

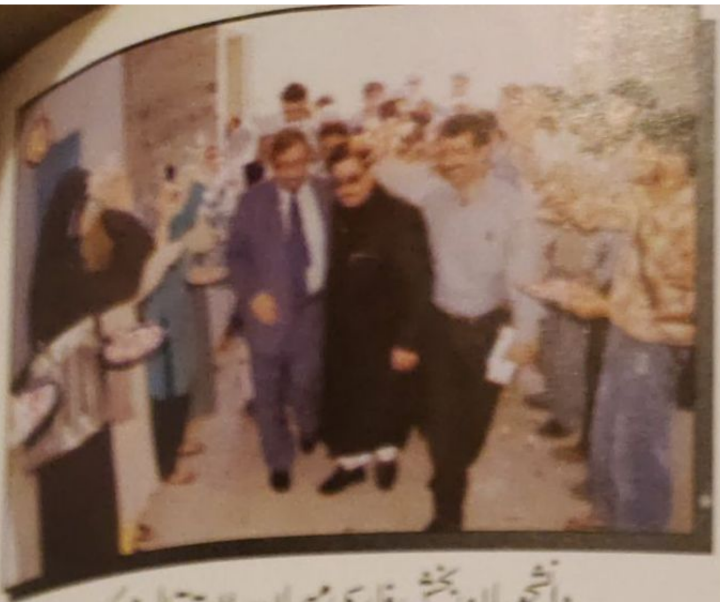

دانشجویان بخش فارسی مهمان را استقبال می‌کنند.

رئیس دانشگاه کشمیر دوران افتتاحیه لبراتور کمپوتر وزبان فارسی (بخش دوم)

لیبراتور کمپوتری وزبان فارسی بخش دوم در آمادگی.